رسائل و مسائل

اسلام، موسیقی اور اختلاطِ مرد و زن

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال: موسیقی بالخصوص ساز کے ساتھ گانا بجانا، آج کل تفریح طبع کا ایک لازمی جزو بن کر رہ گیا ہے اور اس میں جب تک عورت اور عورت کی آواز شامل نہ ہو، اسے نامکمل اور بے لطف شمار کیا جاتا ہے۔ گھروں میں ریڈیو، ٹیلیویژن موجود ہیں جن کا اصل مقصد و مصرف موسیقی کا مشغلہ ہے۔ گھر کے لوگ کسی کام میں لگے ہوں، فارغ ہوں، ستا رہے ہوں یا گفتگو میں مصروف ہوں، اُن کے کان میں راگ کا زہر ضرور انڈیلا جاتا ہے۔ گاڑیوں میں، بسوں میں، دکانوں اور ہوٹلوں پر، شادی بیاہ کے مواقع پر موسیقی کا وجود ناگزیر ہے۔ اس کا چلن جیسا غیر مسلم معاشرے میں ہے، ویسا ہی مسلمانوں کے معاشرے میں بھی ہے۔

بہت سے مسلمانوں میں یہ احساس تک نہیں ہے کہ ناچ گانا اسلام میں ممنوع ہے۔ بعض لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ گانے بجانے اور عورت کے اس میں شریک ہونے کی حرمت قرآن میں مذکور نہیں ہے۔ یہ محض ملائیت اور مولویوں کی من گھڑت ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کثافت کو ثقافت کا نام دے دیا گیا ہے اور حالیہ رمضان میں بھی یہ مشغلہ ریڈیو، ٹیلیویژن اور سنیماؤں میں دھڑلے سے جاری رہا ہے، بلکہ پاکستان سے باہر بھی ایک طائفہ مردوں عورتوں پر مشتمل اسلام اور نظامِ مصطفیٰؐ کا منہ چڑانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس کے ساتھ خدا اور رسول کی فرمانبرداری اور کفایت شعاری کا وعظ بھی جاری ہے۔ بہرکیف اتمامِ حجت کی خاطر ضروری ہے کہ اس مسئلے میں کتاب و سنت کا موقف واضح کیا جائے اور اس برائی سے برأت ظاہر کی جائے۔

جواب: گانے بجانے کے جملہ ساز اور آلات جن سے راگ اور موسیقی کی آواز پیدا ہوتی ہے، اسلام میں اُن کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اُن کا استعمال تو درکنار اُن کا بنانا، بیچنا، خریدنا بھی ناجائز ہے۔ شادی بیاہ یا خوشی کے مواقع پر صرف دف بجانا جائز ہے یا ڈھول کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اس موضوع پر مسند احمد میں وارد چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین وھدی للعلمین وامرنی ربی عز وجل بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلب وامر الجاھلیۃ۔ لا یحل بیعھن ولا شراءھن ولا تعلیمھن ولا تجارۃ فیھن وثمنھن۔

(حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے سب جہان والوں کے لیے رحمت و ہدایت بنا کر اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام آلاتِ موسیقی کو نیست و نابود کردوں خواہ وہ منہ سے پھونک مار کر یا مضراب یا ہاتھ سے تانتوں کو چھیڑ کر بجائے جاتے ہوں، نیز میں بتوں، صلیبوں اور جاہلیت کی باتوں کا نام و نشان مٹا دوں۔ ان سب چیزوں کی خرید و فروخت، قیمت کا لین دین اور ان کا استعمال سکھانا حرام ہے)۔

۲۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی اُمتی الخمر والمیسر والمزر والقنین، قال یزید القنین البرابط (مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۵)

(حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر شراب، جوئے، جَو کی شراب، طبلے اور باجے کو حرام کر دیا ہے)۔

۳۔ عن نافع ان ابن عمر سمع صوت زمارۃ راع فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وعدل راحلتہ عن الطریق وھو یقول یا نافع اتسمع فاقول نعم فیمضی حتی قلت لا۔ فوضع یدیہ واعاد راحلتہ الی الطریق وقال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع صوت زمارۃ راع فصنع مثل ھذا۔ (مسند احمد، جلد ۲، ص ۸)

(حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک چرواہے کی بنسری کی آواز سنی تو آپ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنی سواری کو رستے سے ہٹا کر چلنے لگے (تاکہ آواز سے دور ہو جائیں) اور آپ کہتے جاتے تھے: اے نافع کیا تم بنسری کی آواز سن رہے ہو؟ اور میں کہتا تھا کہ: جی ہاں۔ حضرت ابن عمرؓ چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ میں نے کہا: اب آواز نہیں آرہی۔ تب آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹائیں، اپنی سواری کو رستے کی طرف لوٹایا اور فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ایک چرواہے کی بنسری کی آواز سنی تھی تو آپ نے ایسا ہی کیا تھا)۔

جہاں تک اس استدلال کا تعلق ہے کہ گانے بجانے، بالخصوص نسوانی آواز میں گانے کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں موجود نہیں ہے، یہ طرزِ استدلال دو پہلوؤں سے غلط ہے۔ اولاً ہم کسی مسلمان کے اس حق کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ یہ کہے کہ دین کے جملہ احکام و واجبات اور اوامر و نواہی کا ماخذ صرف قرآن مجید ہے۔ صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کے جملہ تفصیلی احکام قرآن میں موجود نہیں بلکہ ہر ایک کے لیے سنتِ نبویہ سے مراجعت اور رہنمائی حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ تندرست کے لیے پانی کی موجودگی میں وضو اور طہارت کے بغیر نماز اور طواف ناجائز بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید میں وضو کے ارکان کا ذکر ہے لیکن سارے نواقض وضو مذکور نہیں ہیں۔ جو شخص سنت کو ماخذ احکام نہیں سمجھتا، اس کا وضو اگر نماز یا طواف کے دوران میں ساقط ہو جائے گا اور وہ نماز یا طواف جاری رکھے گا تو وہ اجر و ثواب کے بجائے عقاب و عذاب کا مستحق ہوگا۔ یہی صورت بے شمار دوسرے احکام شرعیہ میں پیش آتی ہے۔ مثلاً جو شخص فقط قرآن کے اتباع کا دعویدار ہے کوئی وجہ نہیں کہ وہ سؤر کا گوشت تو نہ کھائے مگر کتے یا پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے بھی پرہیز یا انکار کرے کیونکہ ان کی حرمت قرآن میں نہیں بلکہ حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

دوسری خامی اس استدلال میں یہ ہے کہ یہ اس غلط مفروضے اور دعوے پر مبنی ہے کہ قرآن مجید میں رقص و سرود اور گانے بجانے کے آلات کے ساتھ موسیقی کی ممانعت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس طرح کے مزعومات و مفروضات کا چلن آج کل عام ہے۔ حالانکہ جو شخص بھی غور و تدبر اور خدا کا خوف رکھتے ہوئے قرآن مجید کا مطالعہ کرے گا اسے صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اکثر احکام و معاملات میں جو کچھ حدیث د

سنت میں بیان ہوا ہے، اس کی اصل قرآن میں بھی موجود ہے۔ بس مجمل و مفصل یا عموم و خصوص کا فرق ہے۔ مثلاً قرآن مجید، سورۂ نور، آیت ۳۱ میں پہلے فرمایا گیا:

"اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے ......"

پھر آخر میں فرمایا:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر یوں مارتی ہوئی نہ چلیں کہ جو زینت یا زیور اُن کا پوشیدہ ہو اس کا علم (کھلنے یا بجنے سے) دوسروں کو ہو جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر عورت کے زیور اور وہ بھی پاؤں کے زیور کی جھنکار کا راہ چلتے پیدا ہونا اور سنا جانا قرآن نے ممنوع قرار دیا ہے تو عورت کی سُریلی آواز اور پھر ساز کے ساتھ آواز کا بلند ہونا اور اس کا ناچ گانا قرآن کی رُو سے کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ عہدِ نبویؐ، عہدِ صحابہ بلکہ سلف سے خلف تک اس کی کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی کہ کسی صحابیہ یا کسی مسلم خاتون نے اذان دی ہو، مسجد میں تکبیر اقامت کہی ہو، قرآن مجید کی مسجد یا مجلس میں قراءتِ جہری کی ہو تو اس کے لیے کسی محفل یا ریڈیو اور ٹیلیویژن پر گانا بجانا اور درسِ عشق دینا آخر کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ سورۂ احزاب (۳۲) میں ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا ہے اور تمام مسلم خواتین پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کہ:

"اگر تم خدا سے ڈرتی ہو تو ایسے نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ جس شخص کے دل میں بیماری ہو وہ کسی لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی طرح بات کرو۔"

ازواجِ مطہرات کے لیے اگر ایسے لہجے میں صحابہ کرام سے بات تک کرنے کی ممانعت ہے حالانکہ وہ امہات المومنین (تمام مسلمانوں کی مائیں) ہیں اور اُن کی حالتِ بیوگی میں اُن سے نکاح مسلمانوں کے لیے ابداً حرام تھا تو موجودہ دور فتن میں جب کہ اخلاقی فساد و انحطاط اپنی آخری حدود کو چھو رہا ہے، مخلوط مجالس کے اندر بے حجابانہ اختلاط اور ناچنا تھرکنا کیسے مباح ہو سکتا ہے؟ امام اگر نماز میں غلطی کرے تو مرد مقتدی کے لیے حکم ہے کہ وہ سبحان اللہ، اللہ اکبر کہہ کر امام کو متوجہ کرے مگر عورت کو بولنے

کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی متقی مسلمان کی یہ کیسے جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ آج کل کے رنگا رنگ اور نام نہاد ثقافتی پروگراموں کے جواز کا تصور بھی کرے اور ثقافتی طائفوں کو اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھجوانے اور گھمانے کو گوارا کرے اور اس کی ذمہ داری اپنے سر لے ؟

خاتمۂ بحث کے طور پر مناسب ہو گا کہ آخر میں ایک اقتباس تفہیم القرآن سے بھی نقل کر دیا جائے۔

" یہ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جو دین عورت کو غیر مرد سے بات کرتے ہوئے بھی لوچدار انداز گفتگو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اسے مردوں کے سامنے بلا ضرورت آواز نکالنے سے بھی روکتا ہے، کیا وہ کبھی اس کو پسند کر سکتا ہے کہ عورت اسٹیج پر آ کر گائے، ناچے، تھرکے، بھاؤ بتائے اور ناز و نخرے دکھائے؟ کیا وہ اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ ریڈیو پر عورت عاشقانہ گیت گائے اور سریلے نغموں کے ساتھ فحش مضامین سنا سنا کر لوگوں کے جذبات میں آگ لگائے؟ کیا وہ اسے جائز رکھ سکتا ہے کہ عورتیں ڈراموں میں کبھی کسی کی بیوی اور کبھی کسی کی معشوقہ کا پارٹ ادا کریں؟ یا ہوائی میزبان (AIR HOSTESS) بنائی جائیں اور انہیں خاص طور پر مسافروں کا دل لبھانے کی تربیت دی جائے؟ یا کلبوں اور اجتماعی تقریبات اور مخلوط مجالس میں بن ٹھن کر آئیں اور مردوں سے خوب گھل مل کر بات چیت اور ہنسی مذاق کریں؟ یہ کلچر آخر کس قرآن سے برآمد کی گئی ہے؟ خدا کا نازل کردہ قرآن تو سب کے سامنے ہے اس میں کہیں اس کلچر کی گنجائش نظر آتی ہو تو اس مقام کی نشان دہی کر دی جائے۔"

(تفہیم القرآن جلد ۴ سورہ الاحزاب حاشیہ ۴۸
آخری پیراگراف - صفحہ ۸۹ - ۹۰)